# فضیلت حج

پیرزادہ سید ثقلین حیدری

حج بیت اللہ، اسلام کی عمارت کا چوتھا اہم ستون ہے۔ حج کے لغوی معنیٰ قصد اور ارادہ کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں مکۃ المکرمہ جا کر شعائر اللہ کی زیارت کرنا، بیت اللہ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ وغیرہ کا قصد کرنا، طواف کرنا، صفٰی و مروہ کے درمیان سیدہ حاجرہ علیہ السلام کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے سعی کرنا اور مقررہ ایام میں مقررہ آداب و عبادات کے ساتھ دیگر مناسک ادا کرنا حج کہلاتا ہے۔

حج سن نو ہجری میں مسلمانوں پر فرض ہوا۔ یہ تعمیل ہے اس ندائے ابراہیمیؑ کی جو وقت اور فاصلوں کی حدوں سے بے نیاز ہو کر یقین و وحدت کی فضاؤں سے گزرتی، قیامت تک کے ہر آنے والے انسان کے دوش سماعت سے متصل ہوتی چلی گئی اور جس نے جتنی مرتبہ بھی زندگی میں حرم کعبہ کی زیارت سے مشرف ہونا تھا، نے اس آواز پر لبیک کہا۔ اسی آواز ہی کا یہ اعجاز ہے کہ آج بھی ہر زایر، 'لبیک لبیک' پکارتا اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرتا، اس بابرکت اور باعظمت گھر کی طرف بھاگتا چلا جاتا ہے۔ پوری دنیا سے آج لاکھوں فرزندان توحید جذبہ ایمانی سے سرمست و سرشار نسلی، لسانی، گروہی اور مسلکی تعصبات کے حصار سے نکل کر بتان رنگ وبو سے بے نیاز ہو کر وحدت کی مہلک سے قلب و روح کو معطر کیئے دل میں رحمت و بخشش کی آس لگائے، دوزخ سے نجات کی آرزو لئے، جذبہ عبودیت سے لبریز جذبات لئے، زبانوں پر اپنے رب کی حمد وثناء کے کلمات ادا کرتے، مالک برحق کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ ذولحجہ جو اسلامی سال کا آخری فضیلت و عظمت والا مہینہ ہے، میں یہ عبادت اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی اور قرآن مجید میں یوں عزت بخشی: 'صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت وطاق کی قسم (سورہ الفجر: (3-1)

شیخ ابن جریر، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ان راتوں سے مراد ماہ ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ جامع البیان (15-211) پھر وضاحت فرمائی ''جفت سے مراد عید قربانی کا دن اور طاق سے عرفہ کا دن مراد ہے'' بارگاہ نبوت کے فیض یافتہ حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ عشرہ ذی الحجہ سے افضل کوئی دن نہیں۔ اگر ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو کہ رمضان المبارک کے آخری اور ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں سے کون افضل ہے تو اہل علم اور محدثین نے احادیث نبویؐ کی روشنی میں اس کی وضاحت یوں فرمائی۔

شب قدر کی وجہ سے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی راتیں افضل ہیں اور حج اور قربانی کی وجہ سے ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے دن افضل ہیں۔ بعض روایات میں ان دنوں وراتوں میں جو عبادت کی فضلیت بیان ہوئی ہے، ان میں ہے کہ ان دنوں کا روزہ ایک سال کے برابر اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہوتا ہے۔ (الترمذی) کثرت ذکر کے حوالے سے قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں (سورہ الحج)

حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس شخص کے لئے تباہی ہے جو ان دس دنوں کی برکت سے محروم رہا ایک جگہ پر ارشاد فرمایا ''جس نے خدا کے لئے حج کیا اور اس میں ہوس رانی نہ کی اور گناہ نہ کیا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا'' گویا حج کرنے والے کے قدموں سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درختوں سے سوکھے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پاس یمن سے ایک جماعت آئی اور فضائل حج کی بابت دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص گھر سے حج کے ارادے سے نکلتا ہے تو اس کو ہر قدم پر ایک نیکی عطا ہوتی ہے اور اس کا ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے پھر وہ مقام ابراہیمؑ پر دو نفل ادا کرتا ہے تو اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے عوض دیا جاتا ہے۔ سعی کا ثواب 70 غلاموں کو آزاد کرنے کے مترادف دیا جاتا ہے میدان عرفات میں قیام سے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں اور پھر اس کے لبوں سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات قبول فرما لیے جاتے ہیں پھر دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے یہ بندے جو مجھ سے طلب کر رہے ہیں میری رضا کے طلب گار ہیں میری رحمت کی طرف امید لگائے بیٹھے ہیں میری قربت کے طالب ہیں میری عطا اور جودوسخا دیکھنا چاہتے ہیں اور گریہ وزاری کر رہے ہیں تو پھر اے ملائکہ! تم گواہ رہنا، میں نے ان کو بخش دیا۔ پھر جب حاجی مناسک حج کی ادائیگی کے بعد حرم کعبہ پہنچتا ہے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں پھر وہاں ملائکہ اس کا استقبال کرتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ اے خوش بخت انسان! تیرے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں اب آئندہ کے لئے محتاط رہ اور گناہوں سے بچتا رہ، شہر مکہ کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے شہر مکہ! تو کس قدر مقدس و محترم ہے مجھے تو سب سے محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو تیرے سوا کہیں سکونت پذیر نہ ہوتا۔ پھر شہر مکہ سے حاجی رخصت ہوتا ہے اور شہر حبیب ﷺ کی طرف روانہ ہوتا ہے جو امن اور سلامتی کا گہوارہ ہے جہاں خاتم الانبیاء امام المرسلین ﷺ آرام فرما ہیں۔ حج بیت اللہ اپنے دامن میں ہزارہا عظمتیں، فضلیتیں اور حکمتیں لئے ہوئے ہے یہ دنیا کا سب سے بڑا پرامن اور فقید المثال اجتماع ہے۔ ویٹی کن سٹی (روم) میں ہونے والا سالانہ اجتماع ہو یا فرانس میں سیدنا مریم علیہ السلام سے منسوب چشموں پر ہونے والا میلہ مگر کوئی بھی اجتماع کسی بھی اعتبار سے اس روح پرور اور ایمان افروز اجتماع کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہاں مساوات عدل امن پسندی اور اجتماعیت کا جو عملی مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف ماڈرن اسلامک ورلڈ کے مطابق ''تاریخی جغرافیائی، روحانی اور معاشرتی لحاظ سے حج ایک فقید المثال عبادت ہے۔ محدث دہلوی اپنی تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ حج میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیاں ہیں'' ☆

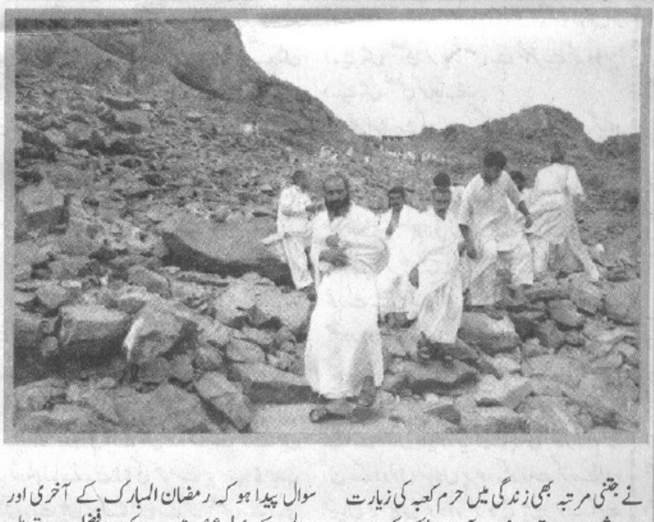

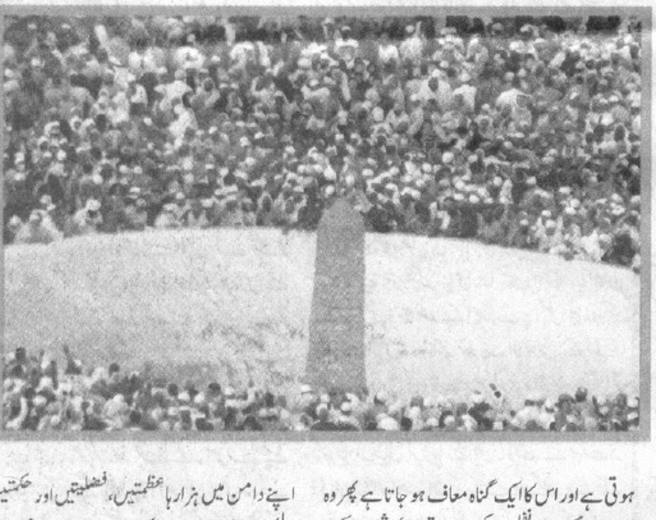

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت

# رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

10ھ میں مختلف وفود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ان وفود نے اپنے قبیلوں میں واپس جاکر اسلام کا پیغام پہنچایا اس طرح ہر طرف اللہ کے دین کا بول بالا ہو گیا اور لوگ جوق در جوق اور فوج در فوج مسلمان ہوئے اب اللہ کے آخری رسول ﷺ کی امت ہر طرف پھیل چکی تھی اور دور دور تک کفر و شرک کا نشان مٹ چکا تھا۔

ایک سال قبل 9ھ میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کو مکے میں بھیج کر یہ اعلان کرا دیا تھا کہ اب اس پاک سرزمین پر مشرکین کے قدم نہ پڑنے پائیں، اس لئے کہ اب دین حق کا چراغ پوری تابانیوں کے ساتھ جگمگا رہا ہے۔

10ھ میں حضور ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ خود حج کے لئے مکہ تشریف لے جائیں تاکہ خود حج کر کے لوگوں کو دکھادیں کہ حج کا ٹھیک اور اسلامی طریقہ کیا ہے۔ چنانچہ ہر طرف اعلان ہو گیا کہ اس سال اللہ کے آخری رسول ﷺ حج کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ ہر طرف سے لوگ ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

25 ذیقعد 10ھ جمعرات کے روز اللہ کے آخری رسول ﷺ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے اور نو دن بعد 4 ذی الحج 10ھ اتوار کے دن مکہ میں داخل ہوئے۔ اس سفر میں آپؐ کی تمام ازواج مطہراتؓ ساتھ تھیں۔ صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہؓ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت علیؓ جو یمن گئے ہوئے تھے، وہ بھی مکہ پہنچ کر شریک ہو گئے۔

حضورؐ مکہ میں داخل ہوئے اور کعبہ شریف پر آپؐ کی نظر پڑی تو یہ دعا پڑھی۔

”اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے، اے رب! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ!

”اے اللہ! اس گھر کی عظمت، شرف، عزت اور ہیبت کو زیادہ فرما اور جو لوگ اس گھر کا حج اور عمرہ کریں تو ان کی بزرگی اور شرف و عظمت کو زیادہ فرمایا“

جب حضورؐ حجر اسود کے سامنے تشریف لے گئے تو حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا، پھر خانہ کعبہ کا طواف فرمایا۔

جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیمؑ کے پاس تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کی پھر صفا کی جانب روانہ ہوئے، قریب پہنچے تو اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

”بے شک صفا اور مروہ اللہ کے دین کے نشانوں میں سے ہیں“۔

پھر صفا اور مروہ کی سعی فرمائی چونکہ حضور ﷺ کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے اس لئے عمرہ ادا کرنے کے بعد آپؐ نے احرام نہیں اتارا۔

آٹھویں ذوالحجہ جمعرات کے دن آپؐ منیٰ تشریف لے گئے اور پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر منیٰ میں ادا فرمائیں۔ 9 ذوالحجہ جمعہ کے دن حضورؐ عرفات میں تشریف لے گئے۔

عرفات پہنچ کر حضور ﷺ نے ایک کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپؐ اپنی اونٹنی ”قصواء“ پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کے سامنے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

”تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن، اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے“

”یاد رکھو! جاہلیت کا ہر کام باطل ہے جاہلیت کے تمام خون (یعنی انتقامی خون) باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں (اپنے خاندان کا خون یعنی) ربیعہ بن حارث کا خون باطل کرتا ہوں جس نے بنی سعد میں پرورش پائی اور اس کو ہذیل نے قتل کر ڈالا تھا۔

”جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود یعنی عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔ یہ سب کا سب باطل ہے۔

”عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور ان کو اللہ کی بات کے ساتھ حلال سمجھا ہے۔ تمہاری طرف سے ان پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم ان کو اس طرح مارو، جو ظاہر نہ ہو اور ان کا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ معقول طریقہ پر ان کی خوراک اور پوشاک کا انتظام کرو۔

میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز کیا ہے؟ کتاب اللہ (ایک روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں کتاب و سنت دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اور ایک دوسری روایت ہے کہ اللہ کی کتاب اور اپنے اہل بیت چھوڑ رہا ہوں)

”تم سے اللہ کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے،

صحابہؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! ہم کہیں گے کہ آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اپنا فرض ادا کر دیا۔ یہ جواب سن کر اللہ کے آخری رسول ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا:

اے اللہ گواہ رہنا!

اے اللہ گواہ رہنا!

اے اللہ گواہ رہنا!“ (مسلم ابوداؤد، بروایت حضرت جابرؓ ابن عبداللہ)

اس موقع پر جب آپؐ یہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، یہ آیت نازل ہوئی:

”آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا“

خطبہ کے بعد حضورؐ نے ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی۔ پھر آپؐ جبل رحمت کے نیچے غروب آفتاب تک دعاؤں میں مصروف رہے۔

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے ایک لاکھ سے زیادہ حاجیوں کے ساتھ ”مزدلفہ“ پہنچے یہاں پہلے مغرب پھر عشاء ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی۔ پھر مشعر حرام کے پاس رات بھر اپنی امت کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ سورج نکلنے سے پہلے حضورؐ مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہو گئے۔ منیٰ میں آپؐ جمرہ کے پاس تشریف لائے اور کنکریاں ماریں پھر آپؐ نے با آواز بلند فرمایا:

**جب آپؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، یہ آیت نازل ہوئی ”آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا“**

”مجھ سے حج کے مسائل سیکھ لو، شاید اس کے بعد میں دوسرا حج نہ کروں“

منیٰ میں بھی حضورؐ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں عرفات کے خطبہ کی طرح بہت سے مسائل و احکام کا اعلان فرمایا پھر حضورؐ قربان گاہ میں تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ساتھ قربانی کے ایک سو اونٹ تھے، کچھ حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے اور باقی حضرت علیؓ کو سونپ دیئے۔ اس کے بعد حضورؐ نے حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اپنے سر کے بال اتروائے اور کچھ حصہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور باقی موئے مبارک کے بارے میں فرمایا کہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

اس کے بعد حضورؐ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور طواف و زیارت فرمایا، پھر منیٰ واپس تشریف لے گئے اور بارہ ذوالحجہ تک منیٰ میں مقیم رہے اور ہر روز سورج ڈھلنے کے بعد جمروں کو کنکریاں مارتے رہے۔

تیرہ ذوالحجہ منگل کے دن حضورؐ سورج ڈھلنے کے بعد منیٰ سے روانہ ہوئے اور ”محصب“ میں رات بھر قیام فرمایا۔ صبح کو نماز فجر کعبہ کی مسجد میں ادا فرمائی اور طواف وداع کر کے انصار و مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ ☆

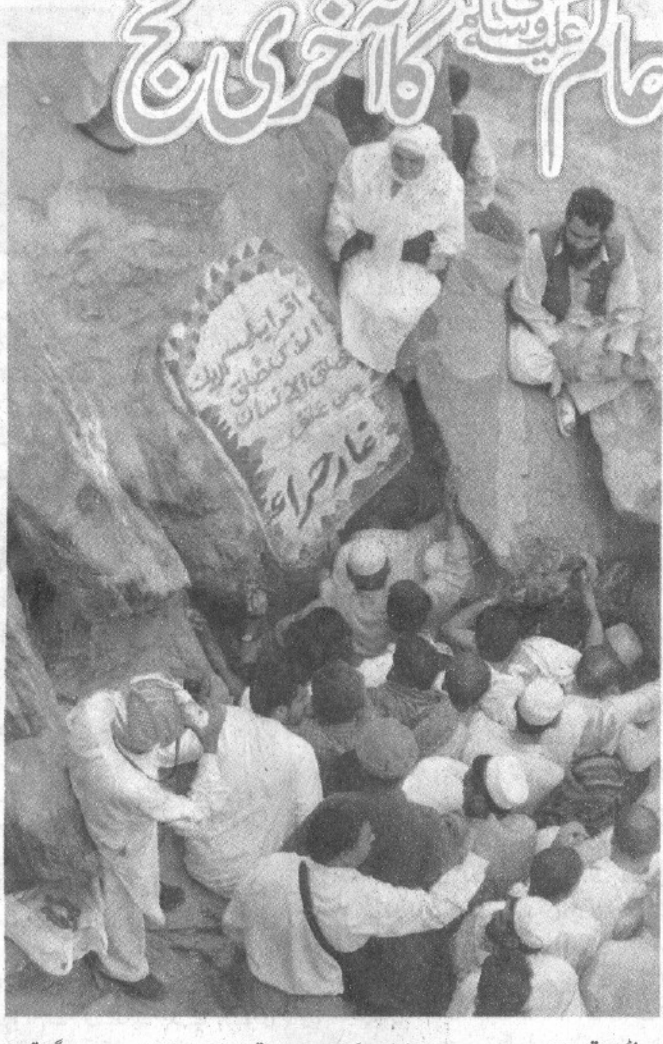

# مسلمانوں کا عظیم ترین اجتماع

برکت علی غیور ایڈووکیٹ

قومی ترقی اور ملی استحکام کے متعلق اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ مسلمانوں کی طاقت اور استحکام کا انحصار اتفاق و اتحاد' باہمی رابطہ و تعاون' بھائی چارہ اور نظم و ضبط پر ہے۔ یہی تعلیم روح بن کر تمام عبادات میں جھلکتی نظر آتی ہے۔ مقامی طور پر عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ باہمی رابطہ و تعاون' اخوت و مساوات' اتحاد و یکجہتی' نظم و ضبط' ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونے اور مقامی نوعیت کے مسائل حل کرنے کے لئے اللہ پاک نے محلہ اور گاؤں کی سطح پر پانچ نمازوں کے اجتماعات فرض قرار دیئے ہیں۔ اسلام نے یہ بھی واضح کر دیا کہ پانچ وقت کی عبادت کا مقصد خدا کی پوجا پاٹ نہیں بلکہ اصل مدعا اللہ پاک کے احکامات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اللہ پاک کی مخلوق کی ضروریات اور حقوق کی تکمیل ہے جو مسلمان رکوع اور سجود تو کرتے ہیں لیکن اپنے ضرورت مند بھائیوں' یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے ان کی اس غفلت اور لاپرواہی کو اللہ پاک نے تکذیب دین قرار دیتے ہوئے قرآن پاک میں بڑے سخت الفاظ میں وارننگ دی ہے۔ اس بات کی تشریح حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مستند حدیث مبارکہ میں یوں بیان فرمائی۔ "اس مسلمان کا ایمان سلامت نہیں رہتا جو خود تو پیٹ بھر کر سوتا ہے لیکن اس کے پڑوس میں اس کا ہمسایہ بھوکا رہتا ہے" اس طرح بڑے شہروں میں عبادت کے ساتھ ساتھ مقامی مسائل حل کرنے کیلئے نماز جمعہ کے اجتماعات کو فرض قرار دیا گیا لیکن یہ وضاحت بھی کر دی کہ عبادات اور اقتصادی سرگرمیاں ساتھ ساتھ چلیں گی جبکہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی امت مسلمہ کے باہمی رابطہ و تعاون' اتحاد و استحکام' اجتماعی مسائل و مشکلات کے حل' مسلمانوں کی ترقی و سربلندی کیلئے پالیسی کی تشکیل اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کیلئے پروگرام اور لائحہ عمل ترتیب دینے کے لئے ہر سال امت مسلمہ کے باوسائل افراد کیلئے حج کا بین الاقوامی اجتماع لازمی اور فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ حج میں بھی عبادت کے ساتھ اقتصادی سرگرمیوں کی ممانعت نہیں ہے۔ سورۃ بقرہ میں جہاں مناسک حج کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا گیا کہ "حج کے ساتھ ساتھ اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرنے جاؤ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے"(سورۃ بقرہ 2 - 198)

قرآن مجید میں ایک سورۃ حج بھی ہے لیکن یہ بات بڑی افسوسناک ہے کہ حج کے بارے میں لکھی گئی کسی بھی کتاب میں شاید ہی سورۃ حج میں بیان کئے گئے انتہائی بلند پایہ مضامین و مطالب اور حج کے فلسفہ کے حوالے سے زیادہ گفتگو کی گئی ہے ماسوائے آیت نمبر 28 اور 29 کے سرسری تذکرہ کے، ان دو آیات میں قربانی کے جانوروں کو ذبح کر کے گوشت خود بھی کھانے اور محتاجوں اور ضرورت مندوں کو فراہم کرنے' روحانی' جسمانی صفائی اور طواف (زیارت) کا ذکر ہے۔ اس سے پہلے آیت نمبر 28 کے مطابق اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ "آپ لوگوں کو حج کیلئے مکہ مکرمہ میں آنے کا اذن عام دیں تو لوگ دور دراز مقامات سے پیدل اور اونٹوں پر سوار ہو کر یہاں حج پر پہنچیں گے تا کہ وہ حج کے منافع اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔"

حج سے لاتعداد روحانی برکات اور فیوض حاصل ہوتے ہیں۔ سفر حج میں ہر قدم پر ان گنت نیکیاں ملتی ہیں توبہ استغفار سے انسان گناہوں کی غلاظت سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اس کیلئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ بیت اللہ میں ایک نماز کے بدلے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے بیت اللہ کے گرد ایک طواف کا ثواب بہت زیادہ عبادت کے برابر ہے' عرفات میں مانگی گئی دعائیں بہت جلد بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی ہیں۔ مزدلفہ میں رات کے وقت توبہ و استغفار پچھلے گناہوں سے مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہے۔ لیکن یہ تمام فیوض و برکات' مغفرت' ذہنی سکون اور دلی اطمینان ایسے فوائد ہیں جو داخلی اور باطنی ہیں۔ موجودہ حج کے طریقہ کے فوائد کو حاجی صاحبان یا دنیا کے دوسرے لوگ اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ حج سے انسان کے اندر جو روحانی تبدیلیاں عمل میں آتی ہیں اور روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں عملی زندگی میں دوسرے لوگوں کو ان کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا۔ حج کے فوائد حاجیوں اور دوسری دنیا کو اسی صورت میں آنکھوں سے دکھائی دے سکتے ہیں، جب ہم حج کی رسم کو سورۃ بقرہ کی آیات نمبر 195 تا 203 میں بیان کئے گئے مناسک حج کی ادائیگی تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ ہمارے پیش نظر سورۃ حج میں بیان کئے گئے دوسرے احکامات و فرائض اور بلند و بالا انسانیت پرور مقاصد بھی ہوں۔

دور نبوی ﷺ اور خلافت راشدہ کے دوران امت مسلمہ کو دکھائی دینے والے منافع حاصل ہوتے تھے کیونکہ اس وقت حج محض توبہ استغفار اور عبادت تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ حج کے اجتماع کے موقعہ پر اس زمانہ میں اسلامی مملکت اور اس کے دور دراز صوبوں (جو پہلے آزاد ملک تھے) میں رہنے والے لوگوں کو پیش آنے والے مسائل اور مشکلات کو حل کیا جاتا تھا، مختلف مسائل کے حوالے سے امت مسلمہ کیلئے گائیڈ لائن اور پالیسی بیان ہوتی تھی جس کی حیثیت اخلاقی وعظ و نصیحت کی نہیں بلکہ اس گائیڈ لائن کی پشت پر اسلامی مملکت کی تائید و حمایت اور قوت نافذہ ہوتی تھی۔

☆

# جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ

آفتاب حسین

برصغیر پاک و ہند میں قرآن وحدیث کے علم کا نور شمال مغرب اور جنوب سے آنے والے مجاہدین کی وساطت سے پھیلا اور الحمد اللہ کم وبیش ایک ہزار سال تک یہ گلستان پھلتا پھولتا رہا پھر احکامات الٰہیہ سے روگردانی اور فریب دنیا میں گرفتاری کے نتیجہ میں مسلمان اپنا رعب و دبدبہ کھو بیٹھے اور حکومت مختلف اقوام و مذاہب کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی بالآخر انگریز کے قبضہ میں آگئی جس نے عرصہ دراز کی جنگی وسیاسی مہمات سے بھانپ لیا تھا کہ اس کے کفر کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ قرآن و حدیث کے حامل علماء و متبعین ہی ہیں۔ سو اس نے

بچیوں کو پڑھایا جاتا رہا جس کے انتہائی مضر اثرات آج بھی اس مسلم معاشرے پر باآسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔

اس انتہائی ناگفتہ بہ دور میں بھی وارثین سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دامے درمے، سخنے اس علمی وراثت کو آگے منتقل کرنے کے لئے بھرپور طریقے سے کوشاں رہے اور جہاد کے میدانوں میں بھی قرآنی آیات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قربانیوں کو گواہ بناتے رہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کے طور پر ایک آزاد خطہ پاکستان نصیب ہوا۔

یہ قرآن وحدیث کے حامل اور متبع علمائے کرام کی راہ جہاد میں قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم ایک آزاد

قرآن وحدیث کے علم اور اس کے حامل علمائے کرام کو دبانے اور مٹانے کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رہنے دیا۔ اسی سلسلے میں ایک طرف انگریز نے مدارس پر بے جا پابندیاں عائد کر دیں۔ علماء کی پکڑ دھکڑ جیل بندی اور ملک بدری بھی جاری رہی اور مولوی کو معاشرے میں ایک حقیر فرد ثابت کرنے کی پوری کوششیں کیں، دوسری طرف اس نے سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کا وسیع البنیاد پروگرام جاری کیا اور ان میں الحاد دہریت اور مادیت پر مبنی نصاب مسلمان بچوں اور

اسلامی ریاست میں سانس لے رہے ہیں جہاں دینی مدارس پھر سے آباد ہو چکے ہیں اور پوری آب و تاب سے چہار دانگ عالم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ انہی علماء کی کوششوں سے دعوت و جہاد کی عظیم تحریک کھڑی ہو چکی ہے جس کے 2500 سے زائد سپوت اس وقت راہ حق میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں اس عظیم تحریک کا نام آج جماعت الدعوۃ پاکستان ہے جس نے آج سے بارہ سال قبل منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر علمی و عملی تربیت کی خاطر

علمائے کرام کی تیاری کا بیڑہ اٹھایا اور الدعوۃ الاسلامیہ کے نام سے موسوم کیا جو مرکز طیبہ مرید کے لاہور میں ہے۔

تاسیس جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ:

1992ء میں اس کی بنیاد اس وقت رکھی گئی جب مرکز طیبہ میں تدریس الدعاۃ المعلمین کی کلاس کا اہتمام ہوا۔ مدارس وجامعات سے فارغ شدہ طلباء کے دورہ تخصص کے لئے محترم الشیخ عبدالسلام بن محمد کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ایک سالہ کورس میں قرآن وحدیث کے علوم عالیہ پڑھائے گئے اور پھر

1993ء میں شعبہ تعلیم الکتاب والسنۃ کے نام کے تحت ابتدا ہی سے طلباء کی دینی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا گیا اس شعبہ کا عرصہ تعلیم چھ سال رکھا گیا جس کے دو درجے ہیں۔

(1) ثانویہ (2) عالیہ

ابتداء میں داخلہ صرف پہلے سال میں ہوا اور ہر سال جامعہ کی ایک کلاس میں اضافہ ہوتا رہا۔ چھ سال بعد وہ وقت آیا جس کا علماء مجاہدین اور قرآن وسنت کے حاملین حلقوں کو شدت سے انتظار تھا یہ وہ وقت تھا جب جامعہ کے طلباء کی اولین کلاس اپنا چھ سالہ نصاب تعلیم پورا کر کے فارغ ہو رہی تھی۔

جامعہ کے اغراض ومقاصد

1-امت مسلمہ کے لئے عموماً اور نوجوانان ملت کے لئے خصوصاً قرآن وحدیث اور ان کے معاون علوم کی مکمل تعلیم کا بندوبست کرنا۔

2- قرآن وسنت کی بنیاد پر صحیح اسلامی عقیدہ و منہج کے حامل علمائے کرام تیار کرنا جو بیک وقت دعوت و تبلیغ و جہاد وقتال کے میدانوں میں دین کی خدمت

... کریں اور ...

3-نوجوانان امت مسلمہ میں علم کی حرص کو ابھا...

اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی دعوت د...

اور تمام معاشرے کی اصلاح کی کوشش کرنا۔

4- قرآن وحدیث کی ترویج کے اداروں کو دھر...

اور الحاد پھیلانے والے تمام تعلیمی اداروں پر غال...

کرنا۔

شعبہ جات جامعۃ

مندرجہ ذیل شعبے کام کر رہے ہیں۔ 1- تعلیم الک...

والسنۃ 2- تحفیظ القرآن 3- تعلیم الکتاب و...

(درس نظامی) برائے طالبات (4) دورہ صفہ...

(1) تعلیم الکتاب والسنۃ (درس نظامی)

یہ چھ سالہ کورس ہے اس کا مقصد ایسے راسخ ال...

علماء کی تیاری ہے جو قرآن وسنت اور ان کے م...

علوم سے اچھی طرح بہرہ مند ہوں اور امت مسلمہ کی فکری و عملی رہنمائی کر سکیں۔ اس کے دو مرحلے ہیں۔

1) المرحلۃ الثانویہ مدت تعلیم (تین سال)

(2) المرحلۃ العالیہ مدت تعلیم (تین سال)

شرائط وداخلہ: 1-المرحلۃ الثانویہ کے سال اول میں داخلہ کے لئے کم از کم مڈل پاس یا اس کے مساوی استعداد کا حامل اور ناظرہ قرآن پڑھا ہوا ہو یا قرآن کا حافظ ہو اور لکھا پڑھنا جانتا ہو۔

2-المرحلۃ الثانویہ کے باقی دو سالوں اور المرحلۃ العالیہ کے تمام سالوں میں بھی داخلہ ہوتا ہے۔

3-تمام جماعتوں کے داخلے انٹرویو کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔

اوقات داخلہ: عمومی داخلہ شوال کی ابتداء میں شروع ہو جاتا ہے اور سارا سال رمضان المبارک تک جاری رہتا ہے۔ مڈل میٹرک اور ایف اے کے طلبہ امتحانوں سے فارغ ہونے کے بعد داخلہ کے لئے رابطہ کر سکتے ہیں۔ مسلسل داخلہ کی وجہ سے ہر ماہ نئی کلاسیں شروع ہو جاتی ہیں۔

المرحلۃ الاعدادیہ: اس کی مدت تعلیم ایک سال ہے جو بچے مڈل پاس ہوں مگر اور اچھی طرح پڑھ سکتے ہوں انہیں ایک سال کے لئے اس مرحلہ میں داخلہ دیا جاتا ہے۔

سہولیات: برائے طلباء

جامعہ کی طرف سے طلباء کو بفضل تعالیٰ رہائش طعام اور علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

(2) تحفیظ القرآن: اس شعبہ میں حفظ القرآن کی تعلیم دی جاتی ہے اس کے لئے بچے کا پرائمری پاس ہونا ضروری ہے۔

(3) تعلیم الکتاب والسنۃ برائے طالبات:

یہ صرف مرید کے، بہاولپور اور کراچی میں ہیں اور ان میں بیرونی طالبات کے لئے ہوسٹل کی سہولت نہیں ہے۔

4-دورہ صفہ:

یہ اکیس روزہ کورس ہے اس میں دینی تربیت کا بندوبست کیا گیا ہے پہلے دو ہفتے تعلیم و تدریس اور ایک ہفتہ باہر نکل کر دعوت و تبلیغ کی عملی تربیت اور مشق ہوتی ہے اس دورہ تبلیغ کی تربیت حاصل کرنے کے لئے ہر خواہشمند داخلہ لے سکتا ہے البتہ امیدوار کیلئے اپنے علاقہ کے جماعت الدعوۃ کے ناظم کا تذکیہ لیٹر ہمراہ لانا ضروری ہوتا ہے اس کلاس کا آغاز ہر ہفتے ہوتا ہے۔

ملک بھر میں جماعت الدعوۃ کے زیر انتظام چلنے والے مدارس کی تعداد اس وقت 26 ہے جن کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہوتا جا رہا ہے ان مدارس میں 13 تحفیظ القرآن اور تعلیم الکتاب 13 والسنہ کے ہیں۔ ان میں 2700 سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں یہ تمام جامعات جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ کے زیر انتظام مرید کے، پتوکی، حویلی لکھا، ضلع اوکاڑہ، ملتان، شکارپوری گیٹ بہاولپور، گوجرہ روڈ ٹھٹھہ ڈسکہ، راولپنڈی، زرغون روڈ کوئٹہ، شنوائی نالہ مظفر آباد، کراچی حیدر آباد، کوہاٹ، چشتیاں، ضلع بہاولنگر، میانوالی، لاہور، رائے ونڈ، کھڈیاں خاص، نور پور ضلع قصور، فیصل آباد، جہلم، فاروق آباد اور جڑانوالہ میں یہ مدارس چل رہے ہیں۔ یہ پاکستان کے دینی مدارس کا واحد نیٹ ورک ہے جس میں فزیکل ایجوکیشن کو لازمی مضمون کے طور پر رکھا گیا ہے۔ خواہشمند طلباء کے لئے جدید کمپیوٹر لیبارٹریز کا اہتمام بھی موجود ہے۔ یہاں طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی ہے جبکہ ہاسٹل اور خوراک کی سہولت بھی فری ہوتی ہے۔

☆